

جناب مولوی بشیر الدین احمد صاحب ام۔ اے۔ دام الطافہ تسلیم! آپ کا خط مرسلہ آیا۔ واقعی آپ کی رائے بہت صحیح ہے۔ اور یہ اُمور میں پہلے ہی سمجھے ہوئے ہوں۔ مگر جب کسی امر کی خوبی متحقق ہو جائے اس کو صرف اس خیال سے کہ لوگ قدر نہ کریں گے۔ ترک کر دینا ہمت سے بعید ہے۔ اب تو یہ کام میں نے شروع کیا ہے اور خدا چاہے تو پورا بھی ہو جائے گا۔ اور رفتہ رفتہ قدر دان بھی نکل آئیں گے۔ میں نے اپنے سرمائے کا ایک جز اس مطلب کے لیے علیحدہ کر دیا ہے۔ اس سے یہ کتابیں چھاپ کر رکھ لی جائیں گی اور وقتاً فوقتاً بکتی رہیں گی۔ بفرض محال جو کچھ آمدنی اس کام سے ہوگی۔ اس میں میں نے اپنا کوئی حصہ نہیں رکھا بلکہ وہ اسی مقصد کے لیے صرف کیا جائے گا۔

افسوس یہ ہے کہ میں ایک قلیل البضاعت شخص ہوں۔ صرف پانچ ہزار روپیہ اس کار خیر کے لیے میں وقف کر سکا۔ چندہ مانگنا میری جڑھ ہے۔ میں اُسے برا نہیں سمجھتا۔ مگر یہ کام مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ جو اپنے سے ہو سکا وہ میں نے کر دیا۔ شاید آپ نے سنا ہو گا کہ میں نے ویسٹ ڈکشنری کو بھی اردو میں ترجمہ کرنا شروع کیا ہے۔ اگر یہ کام بخیر و عافیت ختم ہو گیا تو گویا کل علوم کا ترجمہ اردو میں ہو گیا۔ اس لیے کہ شاید آپ کو انکار نہ ہو گا کہ نہ صرف مجھ کو بلکہ ملک میں اکثر صاحبوں کو مثل میرے ترجمہ علوم کا شوق ہے۔ لیکن اکثر ترجمہ بے تکے ہوتے ہیں یا یوں کہیے کہ ہر ترجمے کا ایک جدا گانہ جنگ ہوتا ہے۔ اس صحیح ڈکشنری کے ترجمہ ہو جانے سے ایک ذخیرہ معنوں کا (جن میں سے اکثر میری گڑھی ہوئی ہوں گی) زبان اردو میں ہسیا ہو جائے گا۔ جب تک کوئی کام انجام کو نہیں پہنچتا اس کو منصوبہ سمجھنا چاہیے۔

خلاصہ یہ کہ ابھی لوہے سب منصوبے ہیں۔ جب کوئی کام انجام کو پہنچے تو طبیعت کو تشفی ہو۔ زیادہ نیاز۔

خادم
عابدہ - لکھنؤ

مرزا رسوا کا خط مرزا عابد حسین کے نام

مخدومی و مکرری مرزا عابد حسین صاحب دام فیوضہ تسلیم! الحمد للہ آپ کی سوانح عمری تمام ہوئی اور حسب الحکم آپ کے میں نے اس میں سے اشعار کو بالکل محذوف کر دیا۔ خطوط کی نقلیں بھی ہو گئیں۔ صرف ایک بات باقی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس سوانح عمری کا اختتام آپ ہی کے کلام پر ہو۔ لہذا مترصد ہوں کہ بجواب رقیمہ نذا اس امر اہم سے مطلع فرمائیے کہ شعر و شاعری سے آپ کو اس قدر متفرکیوں ہے؟ آپ یہ سمجھ سکتے ہیں کہ میرا یہ سوال آپ سے کچھ ایسا بیجا نہیں ہے۔ اس لیے کہ میری عمر کا ایک بہت بڑا حصہ اس خبط میں بسر ہوا ہے۔ اس امر کے لکھنے کی مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے کہ آپ اپنی رائے نہایت بے تکلفی سے ظاہر فرمائیں گے۔

اس امر کی نہ کسی کو آپ سے توقع ہے اور نہ ہونا چاہیے کہ آپ کسی امر میں کسی کی مروت کریں گے۔ اس لیے کہ آپ مجھ سے بارہا فرما چکے ہیں کہ مروت کا مفہوم عام ایک خلقی ضعف ہے اور یہ ضعف طرح

طرح کی اخلاقی برائیوں کا موجب ہوتا ہے۔

نیازمند
مرسوا

جناب مرزا صاحب۔ تسلیم!

آپ کو میرے بعض خطوط سے جو اس سوانح عمری کے ساتھ آپ نے شائع کیے ہیں۔ معلوم ہو گا کہ میں تسادی استعداد کا قائل ہوں۔ جو خوبیاں ایک فرد بشر میں پائی جاتی ہیں۔ مع بعض قیود کے جن کا ذکر ان خطوط میں ہو چکا ہے، ان کو ہر انسان کے لیے عام سمجھتا ہوں۔ اگر میرا خیال صحیح ہے تو میں کچھ کہہ سکتا ہوں کہ میں بھی موزوں طبع اور بالقوة شاعر ہوں اور اسی طرح آپ بالقوة میکانک ہیں۔ لیکن مجھ کو بالطبع ان کاموں سے متفرغ ہے جو بہت سے لوگوں کا شعار ہو جاتا ہے۔ چنانچہ آپ خوب جانتے ہیں کہ میں نے اپنے بڑے لڑکے باقر سلمہ کی تمام امیدوں اور امنگوں کو (جو اس کے ہم عمر نو جوانوں کو بعد درجہ فضیلت پر فائز ہونے کے عموماً ہوا کرتی ہیں) خاک میں ملا کر نہ اسے نوکری کرنے دی نہ دکالت کا امتحان پاس کرنے دیا۔ بلکہ اچھا خاصا ہرواہ بنا لیا۔ اب وہ ماشاء اللہ زراعت کے کاروبار میں مجھ سے بہتر ہو گیا۔

دماغی و ذہنی و فنی و ادبی امور میں بھی میں نے اس کے لیے کافی طور سے فراہم کر لیا تھا۔ اب اس کے بعض ترجمے عربی کتابوں کے انگریزی زبان میں ولایت پہنچے۔ یقین ہے کہ عنقریب شائع ہو کر آپ

ملک پہنچیں۔

انگریزی کتابوں کا ترجمہ موافق اس منصوبے کے جس کو بعض عقلاء ناممکن سمجھ رہے ہیں، برابر ہو رہا ہے۔ وبسٹر ڈکشنری کا ترجمہ ہوتا جاتا ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ اس لغت سے اردو زبان دفعتاً کس مرتبہ پر پہنچ جائے گی۔ اور علوم کے ترجمہ کرنے والوں کو کیسی سہولت ہوگی۔ اور انشاء اللہ بہت ہی جلد اس کا ثمرہ ظاہر ہوگا۔

اکثر کلوں کے نمونے جن کی ملک و قوم کو ضرورت ہے۔ ہم باپ بیٹوں نے مل کر تیار کر لیے۔ خدا نے چاہا تو عنقریب وہ دن آئے گا جب میں اپنے فارم پر ایک پرائیویٹ نمائش کر کے دنیا کو دکھا دوں گا کہ قوم کے ایک یا دو منفس بھی عام خیالات اور عامیانہ اشغال سے باز رہ کر کے کیا کچھ کر سکتے ہیں۔

پھر اس بات کو ایک مرتبہ دہرانے دیجیے۔ یہ سب اوصاف میرے ہی لیے مخصوص نہیں ہیں اور لوگ مجھ سے بہتر ان کاموں کو انجام دیں گے۔ اب آپ انصاف کیجیے کہ اگر ہم باپ بیٹے شاعری کی طرف جھک جاتے تو وہ غزل کہتا اور میں اصلاح دیتا مشاعروں میں غزلیں پڑھی جاتیں۔ کچھ لوگ خاطر سے واہ واہ کر دیتے تو اس سے ملک اور قوم کو کون سا فائدہ پہنچتا؟

شاعری کا شوق مسلمانوں میں ایک عرصہ دراز سے سلا بعد نسل چلا آتا ہے اور اس میں جس قدر ایشائی مفہوم شعر سے ہو چکی ہے وہ ضرورت سے زیادہ ہے۔ مگر اصلی شاعری جو اہل یونان کا

مفہوم تھا یا عموماً اہل یورپ کا ہے، اس راستے میں ابھی ہمارے شعراء ایک دو قدم بھی نہیں چلے ہیں۔ ہمارے لیے وہ طریقہ بالکل نیا ہے۔ آپ کی عمر کا ایک بہت بڑا حصہ اس فن میں صرف ہوا ہے۔ اگر آپ اس کی طرف توجہ فرمائیں تو زیبا ہے۔ اگرچہ میں اسے بھی ترک ادنیٰ کہوں گا۔ اس لیے کہ آپ خوب جانتے ہیں کہ میں بھوک سے صدمے اٹھائے ہوئے ہوں۔ اس لیے میں سب سے زیادہ ضروری ا ن مشغلوں کو سمجھتا ہوں جن سے اس درد کا علاج ہو۔

ایک اور بات بھی میرے ذہن میں سما گئی ہے کہ ان کمیٹیوں اور سوسائٹیوں سے کچھ ہوتا نہیں ہے۔ بہت بڑے بڑے کام شخصی محنتوں سے ہو سکتے ہیں۔ کمیٹیوں میں اختلاف رائے اور چناؤ و چنیں میں بہت سادقت ضائع ہو جاتا ہے۔ میں ایک جنگجو جاہل قوم سے ہوں۔ اگر گھر سے مجھے چڑھ ہے۔ جو کام کرنا ہے اس کو شروع کر کے تمام کرنا چاہیے۔ پرائے بھر دے سے دنیا کا کام نہیں چلتا۔

قوم میں جو لوگ ذی علم اور ذی شعور ہیں۔ وہ خود اس بات کو سمجھ سکتے ہیں کہ ہمیں کن کن باتوں کی ضرورت ہے۔ ان میں سے کسی ایک ضرورت کے پورا کرنے کے لیے اگر ایک ہی شخص کمر ہمت چست باندھ لے اور کچھ کر چلے تو بہت کچھ ہو جائے گا۔

میں نے خود ایک غلطی کی کہ بہت سے کام اپنے ذمے لے لیے۔ اگر میں خود صرف ایک ہی کام بلکہ ایک کام کے کوئی جز کی

تکمیل اپنے اوپر لازم کر لیتا تو شاید زیادہ فائدہ پہنچا سکتا۔ مگر خیر
جن چیزوں کو میں نے اختیار کر لیا ہے، میں امید کرتا ہوں کہ اس
کام کو انجام دے دوں گا۔

اب میں اس مبارک فقرے پر اپنے خط کو جو آپ کی کتاب
کا انجام ہے، ختم کرتا ہوں :

اَلشَّعْیُ مِنِّیْ وَالْاِثْمُ مِنْ اللّٰهِ
نیاز کیش
عابد

